ڈاکٹر شازیہ عنبرین
اسسٹنٹ پروفیسر،
شعبۂ اردو، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان

'انتخابِ کلامِ میرؔ': میر شناسی کی روایت کا نقشِ اوّل

ABSTRACT

"Intikhab-e-Kalam-e-Meer": The first work in the tradition of exploring Meer

By Dr. Shazia Ambreen,Assistant Prof. Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan.

Maulvi Abdul Haq opened a new door of editing in Urdu language and gave life to various primitive and classical Urdu texts. As well he assembled a team of great scholars of the time to accomplish these seemingly unattainable tasks. Perceiving this Rasheed Hassan Khan identify him as "Gilchrist of the age". Intikhab e Kalam e Meer was one of his edited work which illuminate Meer himself and his poetry. In that era research, editing and annotation principles were improving from scratch wherefore these earliest editing have some flaws. This article renders a modern analytical study of the text and a critical analysis on "Muqaddimah" by Maulvi Abdul Haq. Besides, it discusses on primary and secondary editions and couplet choosing preferences.

مولوی عبدالحق نے انجمن ترقی اردو کے سہ ماہی رسالہ ''اردو'' میں ''بادۂ کہن'' کے عنوان سے اردو کے قدیم شعرا کے کلام کا انتخابی سلسلہ شروع کیا تھا جس میں شعرا کے کلام پر تبصرہ بھی کیا جاتا تھا۔ اس سلسلہ کے تحت مولوی عبدالحق نے آبرو، آشفتہ، میر اثر، مرزا علی نقی ایجاد، لالہ ٹیک چند بہار، میر حسن، سعادت یار خان رنگین، عبدالحکیم سوز، نرائن شفیق اورنگ آبادی، غواصی، مصحفی، مرزا مظہر جان جاناں کی شاعری کے مختصر انتخابات شائع کیے۔ ان کے علاوہ شیخ قیام الدین قائم کے تذکرے ''مخزن نکات'' کی تدوین کرتے ہوئے مولوی عبدالحق نے تذکرے کے مقدمے میں قائم کے کلام کا انتخاب بھی پیش کیا لیکن ان میں سے کوئی انتخاب بھی الگ سے کتابی شکل میں منظرِ عام پر نہ آسکا۔ البتہ میری تقی میرؔ اور داغ دہلوی کے کلام کا جو انتخاب مولوی عبدالحق نے کیا وہ کتابی شکل میں شائع کیا۔

نواب فصیح الملک مرزا داغ دہلوی کے کلام کا انتخاب بابائے اردو مولوی عبدالحق نے ۱۹۴۶ء میں مرتب کیا۔ یہ انتخاب ردیف وار ہے جو چار سو ترپن (۴۵۳) غزلوں، پانچ قطعات اور پانچ اشعار پر مشتمل ہے۔ ابتدا میں چار صفحات پر

مشتمل بابائے اردو کا مقدمہ ہے۔جس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے حصے میں مرزا داغ دہلوی کی پیدائش سے وفات (۱۱۴۶ھ۔ ۱۲۳۳ھ) تک حالاتِ زندگی پر ایک اجمالی نظر ڈالی گئی ہے اور دوسرے حصے میں ان کی شاعری کے موضوعات اور اسالیب کا سرسری جائزہ پیش کیا گیا ہے،جس پر توصیفی رنگ غالب ہے۔

> ان کے کلام کا بانکپن و بے ساختہ پن،ظرافت اور شوخی، بول چال کا لطف اور خاص انداز بیان ہے۔بعض اوقات گہرے مضامین اپنے خاص انداز اور شستہ زبان میں اس صفائی کے ساتھ بیان کرتے جاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ وہ غزل کے شاعر تھے اور غزل میں جو رنگ ان کا تھا وہ انھی پر ختم تھا۔ [۱]

بابائے اردو مولوی عبدالحق نے مقدمے میں مرزا داغ دہلوی کے چار دیوان اور ایک مثنوی 'فریادِ داغ' کا ذکر کیا ہے، لیکن یہ وضاحت نہیں کی کہ منتخب کلام انھوں نے کس دیوان سے لیا۔حواشی و تعلیقات،فرہنگ اور اشاریہ کا التزام بھی نہیں کیا گیا۔

'انتخابِ کلامِ میر' بابائے اردو مولوی عبدالحق نے ۱۹۲۱ء میں مرتب کر کے انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد سے شائع کیا۔مولوی عبدالحق کے چالیس صفحات پر مشتمل طویل مقدمے کے ساتھ اس انتخاب میں غزلیات اور قطعات، فردیات، رباعیات، مستزاد، مخمسات (در شہر کاما) شہر آشوب اور مثنویات (جھوٹ، گھر کا مال، در ہجو خانۂ مودی، جوشِ عشق، دنیا، مناجات، در تعریف عشق، خواب و خیال) شامل ہیں۔غزلوں کا انتخاب ردیف وار ہے۔ اشعار کا انتخاب کرتے ہوے مولوی عبدالحق نے میرؔ کے سہل اور عام فہم اشعار کو فوقیت دی ہے لیکن مقدمے میں اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ 'انتخاب کلام میر' کے لیے اشعار منتخب کرتے ہوئے معیار کا کونسا پیمانہ انھوں نے مدنظر رکھا اور یہ بھی نہیں بتایا کہ اشعار کا انتخاب 'کلیاتِ میرؔ' کے کس نسخے سے کیا گیا ہے اور یہ وضاحت بھی نہیں کی کہ اشعار کا انتخاب کرتے ہوئے کلیاتِ میرؔ کے کسی ایک خاص نسخے کو انھوں نے بنیاد بنایا یا تمام دستیاب نسخوں کو اپنے پیش نظر رکھا۔'انتخاب کلام میرؔ' (صفحہ ۱۷۷) پر مثنوی 'جوش عشق' کے اس شعر

آہ و فغاں ہے اس کے لب پر
روز نئی اک آفت شب پر

کے دوسرے مصرع کے لیے مولوی صاحب نے حاشیے میں لکھا ہے کہ'' کلیاتِ میرؔ، مطبوعہ منشی نولکشور کانپور میں یہ مصرع اس طرح لکھا ہے، ع روز نئی اک آفت سب پر۔''مولوی صاحب کے اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ انتخاب اشعار کے وقت کلیاتِ میرؔ مطبوعہ منشی نولکشور کانپور کا نسخہ بھی مولوی عبدالحق کے پیش نظر رہا لیکن اس نسخے کو انھوں نے بنیادی نسخہ نہیں بنایا کیوں کہ اس کے اختلاف حواشی میں درج ہیں یعنی اس نسخے کو بنیادی متن کا حصہ نہیں بنایا۔'کلیاتِ میر' کے جس نسخے کو مولوی صاحب نے بنیاد بنایا اور جس کے اشعار متن میں درج کیے اس کی نشاندہی کہیں نہیں کی۔فرہنگ اور اشاریے کا التزام مولوی صاحب نے 'انتخاب کلام میر' میں بھی نہیں کیا۔البتہ دو مقامات پر (انتخاب کلام میرؔ ص ۱۶۹ - ۱۷۶) پر چار (۴) عدد الفاظ کے

معانی حاشیے میں لکھے ہیں:

☆ سام ابرص[1] کہ ہے دوائے خراج[2] (حاشیے میں [1] چھپکلی، [2] پھوڑا درج ہے) (ص۱۶۹)

☆ منہ پر چھلنی کو ایک نے روپا[1] (حاشیے میں [1] روکا، درج ہے)

☆ سن کے اس بات کو تر[2] آئے ہم (حاشیے میں [2] فارسی کا محاورہ تر آمدن کا ترجمہ ہے یعنی شرمندہ ہونا) (ص۱۷۶)

میر تقی میر (۱۸۱۰ء- ۱۷۲۲ء) کا شمار بیسویں صدی کے نصف آخر کے ان شعراء میں ہوتا ہے جن کو اردو ادب کی شعری روایت میں اعتبار اور اقتدار کا رتبہ حاصل ہے۔ ایہام گو شعراء کے زوال کے بعد میر تقی میر نے اردو شاعری کو ایک منفرد تخلیقی تجربے سے آشنا کیا۔ انھوں نے جذبے، تخیل، احساس، سوز و گداز اور ذاتی تجرباتِ غم والم کے تخلیقی اظہار سے اردو غزل کا جو سانچہ تیار کیا اسے بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ میر کی داخلی اور نفسی کیفیات سے غزل میں مشاہدے کی ایک وسیع دنیا وجود میں آئی، خاص طور پر اس لسانی لب و لہجے نے ایک ایسے شعری اسلوب کی بنیاد قائم کی جسے پورے ہندوستان میں عروج حاصل ہوا۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق کے مرتبہ 'انتخاب کلام میرؔ کی سب سے معتبر چیز اس کا مقدمہ ہے۔ جس کو رشید حسن خان نے میر شناسی کی روایت کا نقش اوّل قرار دیا ہے۔[۲] مقدمے میں مولوی عبدالحق نے میرؔ کی ذات اور ان کے عہد کے تناظر میں ان کی شاعری کی تفہیم اور قدر و قیمت کے تعین کی کوشش کی ہے اور میرؔ کی شاعری کے مختلف پہلوؤں اور جہتوں کو پہلی بار اہلِ اردو سے متعارف اور روشناس کرایا ہے۔

میر تقی میرؔ کے سوانحی حالات (اکبر آباد میں پیدائش، خاندان، والد کی وفات، خان آرزو اور میرؔ کے تعلقات کی تلخی کا بیان، میرؔ کے اساتذہ (میر جعفر اور سعادت علی) راجا ناگرمل کی رفاقت، سلطنت مغلیہ کا زوال، دلّی کی تباہی، نادر شاہ اور احمد شاہ درانی کے حملے، لکھنؤ میں میرؔ کی آمد اور قیام کا احوال) کا تفصیلی بیان 'ذکرِ میرؔ' سے ماخوذ ہے۔ 'ذکرِ میرؔ' کی تدوین و اشاعت مولوی عبدالحق نے 'انتخاب کلام میرؔ' کے آٹھ سال بعد ۱۹۲۸ء میں کی لیکن 'انتخاب کلام میر' کے مقدمے سے معلوم ہوتا ہے کہ 'ذکرِ میرؔ' اس وقت بھی ان کے مطالعے میں تھی اور انتخاب کلامِ میرؔ کے لیے میرؔ کے سوانحی حالات مرتب کرتے ہوئے مولوی صاحب نے اس سے بھرپور استفادہ کیا اور ذکرِ میرؔ کا مقدمہ لکھتے ہوئے بھی بابائے اردو نے 'انتخاب کلامِ میرؔ کے مقدمے سے استفادہ کیا جس کی وجہ سے بہت سے مقامات پر تکرار کا احساس ہوتا ہے۔ مثلاً دلّی کی تباہی کے حالات و واقعات کا بیان۔ خان آرزو اور میرؔ کے تعلقات کی کشیدگی کا بیان، میر کی لکھنؤ آمد کا حال، میر کی نازک مزاجی اور جنوں خیزی، سوانحی حالات کی روشنی میں کلام میرؔ کی تفہیم کا بیان دونوں مقدمات (مقدمہ انتخاب کلام میرؔ اور مقدمہ ذکرِ میرؔ) میں یکساں ہے۔ لیکن 'انتخاب کلام میر' کے مقدمے میں مولوی عبدالحق نے میرؔ کی شاعری کے محاسن و معائب کا جو محاکمہ پیش کیا ہے وہ ان

کے پختہ تنقیدی شعور کا مظہر ہے۔ مولوی عبدالحق نے میرؔ کی شاعری کی تین بنیادی خصوصیات گنوائی ہیں۔ ایک تو مضامین کی جدت اور تاثیر (عاشقانہ مضامین، اخلاقی اور حکیمانہ مضامین) دوسری زبان کی فصاحت سادگی اور سلاست اور تیسری خوبی سوز و گداز ہے۔ ان کے نزدیک میر کا کلام ایسا درد بھرا ہے جس کے پڑھنے سے دل پر چوٹ سی لگتی ہے۔ یہ ایسی خوبیاں ہیں جو اردو کے کسی دوسرے شاعر میں نہیں ہیں۔ ''میر کا کلام دور از کار استعارات، بعید از قیاس مبالغہ اور خلافِ عادت امور سے پاک ہے۔ بھونڈے اور بے جا تکلف و تصنع اور فضول لفاظی کا نام نہیں۔ وہ قلبی واردات اور کیفیات کو نہایت شستہ اور صاف زبان میں ایسے دلکش اسلوب سے بیان کرتے ہیں کہ جو بات وہ کہنی چاہتے ہیں وہ دل میں اُتر جاتی ہے غرض یہ کہ ان کا کلام بہ لحاظ فصاحت و روانی سہل مُمتنع ہے... شاعر کے کلام کا ایک بڑا معیار اس کے کلام کی تاثیر ہے اگر اس معیار پر میر صاحب کے کلام کو جانچا جائے تو ان کا مرتبہ شعراء میں سب سے اعلیٰ پایا جاتا ہے۔ ان کے اشعار سوز و گداز اور درد کی تصویریں ہیں۔ زبان سے نکلتے ہی دل میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔''(۳) لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ''میری یہ رائے میر صاحب کے منتخب کلام کی نسبت ہے ورنہ ان کی ضخیم کلیات میں رطب و یابس سب کچھ بھرا پڑا ہے۔''(۴)

مقدمے میں مولوی عبدالحق نے میرؔ کی مختلف اشعار کی شرح بھی کی ہے اور مختلف شعراء (میر درد، میر انیس) کے کلام کے ساتھ میرؔ کے اشعار کا تقابلی مطالعہ بھی پیش کیا ہے۔

> میر انیس بھی جن کا فصاحت میں بہت بلند درجہ ہے اور جو سوز و غم کے بیان میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ میر صاحب کو نہیں پہنچتے، میر انیس میں پھر بھی تکلف اور تصنع آ جاتا ہے۔ میر اس سے بالکل بری ہے۔ وہ خود سوز و غم کا 'پتلا ہے... میر انیس رُلاتے ہیں۔ میرؔ خود روتا ہے۔ یہ آپ بیتی ہے اور وہ جگ بیتی۔(۵)

میر کی شاعری کے موضوعات پر بھی مولوی عبدالحق نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مولوی عبدالحق کے نزدیک میر کا بیشتر کلام عاشقانہ ہے لیکن ان کے کلام میں اکثر ایسے اشعار بھی ملتے ہیں جن میں کوئی اخلاقی یا حکیمانہ نکتہ خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ انسان کی طبیعت کے دو رنگ ہیں۔ لطف و مسرت یا اندوہ و الم۔ میر صاحب کے اشعار عاشقانہ ہوں یا حکیمانہ ان میں مایوسی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ یہ ان کی طبیعت کی افتاد ہے... ظرافت کی چاشنی میر کے کلام میں مطلق نہیں مگر نہ معلوم وہ کیسی شبھ گھڑی ہوتی تھی کہ جب ان کے افسردہ اور حرماں نصیب دل کی کلی کھلتی اور وہ ایک آدھ شعر اس قسم کا کہہ جاتی لیکن:

> یا تو وہ مبتذل قسم کے ہیں کہ ان سے بدمزاقی پائی جاتی ہے یا وہی حسرت و یاس جو ان کے دم کے ساتھ تھی حیرت ہے کہ ظرافت کے وقت بھی یہ رنگ نہ گیا۔(۶)

غزلیات کے علاوہ شاعری کی مختلف اصناف جن میں میرؔ نے طبع آزمائی کی اور مولوی صاحب نے 'انتخاب کلامِ میرؔ' میں جن کا انتخاب شامل کیا۔ ان میں ہر صنف پر مقدمے میں مختصر تبصرے بھی کیے۔

مولوی عبدالحق کے نزدیک کلام اور سیرت میں وہی فرق ہوتا ہے۔ جو قول وفعل میں ہوتا ہے کسی شاعر کے کلام پر اس کی طبیعت اور سیرت کا اس قدر اثر نہ پڑا ہوگا جتنا میرؔ کے کلام میں نظر آتا ہے۔

> جو شخص میر کے حالات اور اخلاق وسیرت سے واقف نہ ہو وہ ان کے کلام کو پڑھ کر بغیر کسی تذکرے کی مدد کے خود بخود ان کے انداز، ان کی طبیعت کی اُفتاد اور مزاج کو تاڑ جائے گا۔ ان اشعار کو پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک لفظ، طرزِ بیان، ترتیب وبندش میں ان کے قلبی واردات واحساسات کا نقشہ کھنچا ہوا ہے۔ وہ شعر میں اپنا دل نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ (۷)

جہاں میرؔ کی شخصیت وسیرت کے خصائص بیان کیے وہاں خامیوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔

> ان کی نازک مزاجی اور بد دماغی کی کیفیت ان والیانِ ملک سے بھی وہی تھی جو اوروں کے ساتھ تھی اور صبر وقناعت اور غیرت وخودداری نے اس کی لے اور بڑھا دی تھی حتیٰ کہ بعض وقت وہ لوگ بھی جو ان کے دل سے قدر دان تھے اور ان کی ناز برداری کو اپنا فخر سمجھتے تھے ان کی بد دماغی سے عاجز آجاتے تھے وہ اپنے کمال کے سامنے کسی کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے تھے اور جا وبے جا بد دماغی کر بیٹھتے تھے۔ (۸)

لیکن بعض مقامات پر مولوی صاحب میرؔ کی مدح سرائی میں حقائق سے بہت دور ہو جاتے ہیں مثلاً مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ:

> میرؔ نے شاعری کو ذریعہ عزت یا وسیلہ معاش نہیں بنایا۔ ان کا صبر واستقلال ان کی قناعت وبے نیازی اور ان کی غیرت اور وضعداری وہ خوبیاں ہیں جو انسانیت کو کمال انسانیت پر پہنچاتی اور فرشتوں سے بڑھا دیتی ہیں۔ (۹)

اور یہ کہ:

> محتاج رہے مگر ممکن نہ تھا کہ کسی کے سامنے دَستِ سوال پھیلائیں، ان کے مذہب میں یہ کفر تھا۔ (۱۰)
>
> وہ دنیا کے مال ودولت کو کبھی خاطر میں نہیں لائے، شاہوں کی شان وشوکت اور امیروں کی جاہ وثروت ان کے سامنے ہیچ تھیں۔ (۱۱)
>
> ان سے یہ توقع رکھنی کہ وہ کسی کی مدح میں قصیدہ لکھیں۔ بالکل عبث ہے ان کی غیرت یہ کب گوارا کر سکتی تھی کہ کسی نااہل کی بھٹئی کریں۔ (۱۲)

'ذکر میر'، 'کلیاتِ میر' اور مختلف تذکروں سے مولوی صاحب کے ان بیانات کی تردید ہوتی ہے۔ قاضی عبدالودود نے اس حوالے سے مولوی عبدالحق کی تحقیق وتنقید پر مختلف اعتراضات اٹھائے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ مولوی صاحب کے یہ جذباتی بیانات حقائق سے کوسوں دُور ہیں۔

> ڈاکٹر عبدالحق کے قلم سے اس سلسلے میں جو نکلا ہے وہ حد درجہ غیر ذمے دارانہ ہے... یہ بالکل صحیح نہیں ہے کہ میر نے شاعری کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ امراء کے یہاں ان کی رسائی اسی کی بدولت ہوئی۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعض سرکاروں میں تنخواہ سپاہی کی حیثیت سے پاتے ہوں۔ ذکرِ میر میں لڑائیوں کا بیان ہے لیکن کہیں یہ نہیں کہ خود بھی لڑتے تھے۔[۱۳]

بابائے اردو کے مرتبہ 'انتخاب کلام میر' پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کے متن میں بے تحاشا غلطیاں ہیں۔ جس کی وجہ سے بعض اشعار کی صورت مسخ ہو کر رہ گئی ہے۔[۱۴] اس کے علاوہ مولوی صاحب نے میر کے جن اشعار کا انتخاب کیا ہے ناقدین[۱۵] کے نزدیک میر کے کلام کا یہ انتخاب مستند نہیں ہے کیوں کہ اس میں میر کے بعض بہت اہم اور معروف اشعار بھی شامل ہونے سے رہ گئے ہیں۔ انتخاب چاہے شاعری کا ہو یا نثری تحریروں کا سب (قاری اور ناقدین) کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوتا۔ انتخاب کرنے والا خواہ جتنی بھی احتیاط سے کام لے، عصری تقاضوں کا خیال رکھے، وہ ایسا انتخاب پیش نہیں کر سکتا جس پر موجودہ دور یا آنے والے ادوار میں کوئی ترمیم یا اضافہ ممکن نہ ہو کیوں کہ کلام کا انتخاب کرتے ہوئے منتخب کرنے والے کے اپنے معیار، ذاتی پسند ناپسند، تاثرات یا تعصّبات شعوری یا غیر شعوری طور پر انتخاب پر اثر انداز ہوتے ہیں اور یہ بات کسی بھی حوالے سے قابلِ گرفت نہیں ہے بلکہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

''انتخاب کلام میر'' سے منتخب چند اشعار:

جہاں سے دیکھیے یک شعر شور انگیز نکلے ہیں
قیامت کا سا ہنگامہ ہے ہر جا مرے دیوان میں
(انتخاب کلامِ میر، ص ۷)

☆

جب نام ترا لیجیے، تب چشم بھر آوے
اس طرح سے جینے کو کہاں سے جگر آوے
(انتخاب کلامِ میر، ص ۲۴)

☆

عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا
دل کا جانا ٹھہر گیا ہے صبح گیا یا شام گیا
(انتخاب کلامِ میر، ص ۲۴)

☆

ہوگا کسی دیوار کے سائے کے تلے میرؔ
کیا کام محبت سے اس آرام طلب کو
(انتخاب کلامِ میر، ص ۲۶)

☆

باتیں ہماری یاد رہیں پھر باتیں نہ ایسی سنیے گا
پڑھتے کسی کو سنیے گا تو دیر تلک سر دُھنیے گا
(انتخاب کلامِ میر، ص ۱۶)

☆

کل پاؤں ایک کاسۂ سر پر جو آ گیا — یکسر وہ استخواں شکستوں سے چُور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر — میں بھی کبھو کسی کا سر پُر غرور تھا
(انتخاب کلامِ میر، ص ۲۹)

حواشی

(۱) داغ دہلوی، انتخاب داغ (مرتبہ؛ مولوی عبدالحق)، (دہلی: مقدمہ انجمن ترقی اردو ہند ۱۹۴۶ء)، ص۔ج
(۲) رشید حسن خان، مولوی عبدالحق کی بعض تحریریں، مشمولہ مولوی عبدالحق: ادبی و لسانی خدمات، مرتبہ: ڈاکٹر خلیق انجم، (دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۹۲ء)، ص ۱۱۹
(۳) میر تقی میرؔ، انتخابِ کلام میرؔ، مقدمہ؛ مولوی عبدالحق، (اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو، ۱۹۲۱ء)، ص ۱۵
(۴) ایضاً، ص ۱۸
(۵) ایضاً، ص ۲۳
(۶) ایضاً، ص ۲۷
(۷) ایضاً، ص ۳۳
(۸) ایضاً، ص ۳۳

(۹) ایضاً،ص ۳۳

(۱۰) ایضاً،ص ۳۴

(۱۱) ایضاً،ص ۳۴

(۱۲) ایضاً،ص ۳۴

(۱۳) قاضی عبدالودود، مولوی عبدالحق بحیثیت محقق، (پٹنہ: خدابخش لائبریری، ۱۹۹۵ء)،ص ۱۰۲۔

(۱۴) ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب، انجمن ترقی اردو (ہند) کی علمی و ادبی خدمات (آغاز سے ۱۹۴۷ء تک)، (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۰ء)،ص ۱۶۵۔

(۱۵) اثر لکھنوی مرحوم کو بھی یہ اعتراض تھا کہ مولوی عبدالحق نے میرؔ کے بہت سے قابلِ انتخاب اشعار کو چھوڑ دیا ہے، مولوی عبدالحق کے مرتبہ انتخاب کلام میر کے جواب میں انھوں نے انتخاب مزامیر مرتب کی لیکن پرکھ کی وہ کسوٹی نہیں بتائی جس کے مطابق ان کا انتخاب مستند اور مولوی عبدالحق کی غیر مستند قرار پاتا۔

☆ قاضی عبدالودود نے باقاعدہ اشعار کی فہرست پیش کی اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے منتخب کیے ہوئے میرؔ کے اشعار سے زیادہ قابلِ ترجیح ان کے منتخب شدہ اشعار ہیں۔ (مولوی عبدالحق بحیثیت محقق،ص ۱۰۹ تا ۱۱۳)

مآخذ

(۱) ثاقب، شہاب الدین ثاقب، ڈاکٹر، انجمن ترقی اردو (ہند) کی علمی و ادبی خدمات (آغاز سے ۱۹۴۷ء تک)، (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۰ء

(۲) خان، رشید حسن، مولوی عبدالحق کی بعض تحریریں، مشمولہ مولوی عبدالحق: ادبی و لسانی خدمات، مرتبہ: ڈاکٹر خلیق انجم، دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۹۲ء

(۳) دہلوی، داغ، انتخاب داغ (مرتبہ؛ مولوی عبدالحق)، دہلی: مقدمہ انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۴۶ء

(۴) عبدالودود، قاضی، مولوی عبدالحق بحیثیت محقق، پٹنہ: خدابخش لائبریری، ۱۹۹۵ء

(۵) میرؔ، میر تقی، انتخابِ کلام میرؔ، مقدمہ؛ مولوی عبدالحق، اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو، ۱۹۲۱ء